ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org
فتح الملیک فی
حکم التملیک
۱۳۰۸ھ
بادشاہ کا اظہار تملیک کے حکم میں
تصنیف لطیف :۔
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتح الملیک فی حکم التملیک ۱۳۰۸ھ

(بادشاہ کا اظہار تملیک کے حکم میں)

مسئلہ

نزدیک علمائے حنفیہ ایدہم اللہ تعالٰی کے ہبہ و تملیک میں کیا فرق ہے اور جو احکام ہبہ مشاع اور ہبہ مرض الموت اور ہبہ غیر مقبوض کے ہیں، وہی بحالت ہائے مذکورہ تملیک سے بھی متعلق ہیں یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر پایئے۔ت)

الجواب

اصل وضع میں تملیک ہبہ سے عام ہے کہ وہ تملیک اعیان و منافع بالعوض و بے عوض و منجز و مضاف للموت سب کو شامل ہے جس کی رُو سے بیع و ہبہ و اجارہ و اعارہ و وصایا سب اُس کے تحت میں داخل ہیں اور ہبہ خاص تملیک عین بلا عوض کا نام ہے،

فی الدر المختار الہبۃ تملیک العین مجانا[1] اھ ملخصًا۔ درمختار میں ہے ہبہ مفت میں کسی چیز کا مالک بنانا ہے اھ ملخصًا (ت)

مگر عرف میں ان لفظوں سے کہ میں نے ایک شے کا تجھے مالک کیا، یا اس چیز کی تجھے تملیک کی، ظاہراً ہبہ

---

[1] درمختار کتاب الہبۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۵۸

ہی متبادر ہوتا ہے حتی کہ امام اجل شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالٰی نے محیط میں اسے ان الفاظ سے گنا جو بحسب وضع افادۂ ہبہ کرتے ہیں۔ فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

اما الالفاظ التی تقع بھا الھبۃ فانواع ثلثۃ نوع تقع بہ الھبۃ وضعا ونوع تقع بہ الھبۃ کنایۃ وعرفا ونوع یحتمل الھبۃ والعاریۃ مستویا اما الاول فکقولہ وھبت ھذا الشئ لك او ملکتہ منك[1] الخ۔

لیکن جن الفاظ سے ہبہ ہوتا ہے وہ تین قسم ہیں، ایک قسم وہ ہے جن سے ہبہ کا وقوع وضعًا ہوتا ہے، اور ایک قسم وہ جن سے کنایۃً اور عرفاً ہبہ ہوتا ہے، اور ایک قسم وہ جن سے ہبہ اور عاریہ دونوں مساوی طور پر واقع ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کی مثال "میں نے یہ چیز تجھے ہبہ کی" یا یہ کہنا "میں نے تجھے اس کا مالک بنایا" الخ (ت)

ولہذا کلمات علماء میں اکثر جگہ تملیک سے ہبہ پر استدلال پایا جاتا ہے مع ظہور ان الاستدلال بالعام علی الخاص باطل لجواز وجودہ فی ضمن فرد اٰخر (باوجود ظاہر ہونے کہ عام سے خاص پر استدلال باطل ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ عام کا وجود کسی دوسرے فرد میں پایا جائے۔ ت) امام علامہ فقیہ النفس قاضی خاں فرماتے ہیں:

رجل غرس کرما ولہ ابن صغیر فقال جعلتہ لابنی فلان یکون ھبۃ لان الجعل عبارۃ عن التملیك[2]۔

ایک شخص نے انگور کے پودے لگائے اس کا نابالغ بیٹا ہے، تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے فلاں بیٹے کے لئے کیا تو یہ ہبہ ہوگا کیونکہ بنانا اور کرنا تملیک کا معنٰی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے:

ان قال جعلتہ باسم ابنی یکون ھبۃ ظاھرا لان الناس یریدون بہ ھذا التملیك والھبۃ[3]۔

کسی نے کہا میں نے یہ بیٹے کے نام سے بنایا، تو ظاہراً یہ ہبہ ہوگا، کیونکہ لوگ اس سے تملیک اور ہبہ مراد لیتے ہیں۔ (ت)

اور علامہ بیری شارح اشباہ والنظائر فرماتے ہیں:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الھبۃ الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۳۷۵

[2] فتاوٰی قاضیخان کتاب الھبۃ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۶۹۷

[3] " " " ۲/ ۶۹۷

فی خزانۃ الفتاوٰی اذا دفع لابنہ مالا فتصرف فیہ الابن یکون للاب الا ان دلت دلالۃ التملیک[1]

خزانۃ الفتاوٰی میں ہے اگر کسی نے بیٹے کو مال دیا اور بیٹے نے اس میں تصرف کیا تو یہ مال باپ کا ہوگا اِلّا یہ کہ کوئی دلالت تملیک پر پائی جائے۔ (ت)

محقق شامی فرماتے ہیں :

قلت فقد افادان التلفظ بالایجاب و القبول لایشترط بل تکفی القرائن الدالۃ علی التملیک[2] اھ۔

میں کہتا ہوں کہ اس عبارت نے فائدہ دیا کہ اس میں ایجاب وقبول شرط نہیں بلکہ تملیک پر دلالت کرنے والے قرائن کافی ہوتے ہیں اھ (ت)

فقیہ علامہ نوازل میں تصریح فرماتے ہیں جو لفظ تملیک رقبہ پر دال ہو ہبہ ہے ،

فی الدر المختار اللفظ ان انبأ عن تملک الرقبۃ فھبۃ او المنافع فعاریۃ او احتمل اعتبر النیۃ ، نوازل[3]

درمختار میں ہے اگر الفاظ غلام پر تملک کی خبر دیں تو ہبہ ہوگا ، اگر الفاظ منافع پر دال ہوں تو عاریہ ہوگا اور لفظ محتمل فیہ ہو تو قائل کی نیت کا اعتبار ہوگا ، نوازل۔ (ت)

در باب افتا جا بجا علامہ خیر الملۃ والدین رملی وغیرہ علماء رحمہم اللہ تعالٰی نے سوال تملیک پر ہبہ کا جواب عطا فرمایا اور اس پر مشاع وغیرہ کے وہی احکام جاری کئے اور تملیک نامہ کو صریحًا ہبہ نامہ ٹھہرایا ، فتاوٰی خیریہ لنفع البریہ میں ہے ،

سئل فیما اذا ملك زوجتہ نصف جمل و نصف بقرۃ ونصف غراس زیتون تملیکا شرعیا بایجاب منہ وقبول منھا و قبضت الزوجۃ وتسلمت ثم مات الزوج ویرید وارثہ ان یجعل المملکات

ان سے سوال ہوا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو نصف اونٹ ، نصف بیل ، نصف باغ زیتون کا شرعی تملیک کے طور پر مالک بنائے با قاعدہ ایجاب و قبول ہو اور بیوی قبضہ کرلے پھر وہ خاوند فوت ہوجائے اور ورثاء چاہیں کہ ان تمام تملیک بنائی ہوئی چیزوں کو

---

[1] ردالمحتار بحوالہ بیری — کتاب الہبہ — داراحیاء التراث العربی بیروت — ۴/۵۰۸
[2] " " — " — " " " — ۴/۵۰۸
[3] درمختار — " — مطبع مجتبائی دہلی — ۲/۱۵۹

میراثا بینه وبین الزوجة اجاب هی ملك للزوجة بالتملیك علی الوجه المذکور وهبة المشاع الذی لا یحتمل القسمة صحیحة والجمل والبقرة مما لا یمکن قسمة الواحد منها فصحت فیها الهبة المذکورة[1] اھ ملتقطا۔

بیوی سمیت تمام ورثاء کے لئے وراثت بنالیں، تو جواب دیا کہ مذکورہ تملیک کی بنا پر بیوی کی ملک ہیں، جبکہ ناقابلِ تقسیم مشاع کا ہبہ صحیح ہوتا ہے، اور اونٹ اور بیل قابلِ تقسیم نہیں ہیں، تو ان کا ہبہ صحیح ہوا، اھ ملتقطا۔ (ت)

اسی میں ہے:

سئل فی رجل اشھد علی نفسه انه ملك اولاد ابنه وسماھم فی حجة جمیع الستة قراریط فی الدارین الفلانیتین اجاب الحنفی لایری جواز الھبة المشاع[2] اھ ملخصاً

ان سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنے پوتوں کو مالک بنایا اور فلاں دو مکانوں میں چھ قراریط سب کی حجت میں پوتوں کا نام لیا، تو جواب دیا کہ حنفی حضرات قابلِ تقسیم مشاع کا ہبہ جائز نہیں مانتے اھ ملخصاً (ت)

عقود الدریہ میں ہے:

سئل فیما اذا کان لزید ابنان واملاك تقبل القسمة وحصة فی مشاع تقبل القسمة فملك جمیع ذلك من ابنیه المذکورین سویة بینهما من غیر قسمة وکتب بذلك صك ویرید زید الرجوع عن التملیك فهل له ذلك الجواب نعم هبة واحد من اثنین لا یصح[3] اھ بالالتقاط۔

ان سے سوال ہوا کہ زید کے دو بیٹے ہیں اور کچھ املاک قابلِ تقسیم ہیں اور ایک مشاع چیز میں اس کا حصہ بھی ہے تو اپنی ملکیت ان تمام چیزوں کا دونوں بیٹوں کو مالک بنادیا جبکہ دونوں کو مساوی طور پر بغیر تقسیم حصہ دار بنایا اور رسید بھی لکھ دی اور اب زید اس ہبہ سے رجوع کرنا چاہتا ہے، تو کیا اسے یہ حق ہے؟ الجواب ہاں حق ہے، کیونکہ ایک کا دو حضرات کو ہبہ مشترکہ بغیر تقسیم صحیح نہیں اھ ملتقطا (ت)

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الہبہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۱۰

[2] ″ ″ ″ ۲/ ۱۱۲

[3] العقود الدریہ ″ ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/ ۹۵

لیکن محلِ غور اس قدر ہے کہ مسئلہ کے خاص جُز میں ظاہراً کلمات علما مختلف سے نظر آتے ہیں بعض نے وہی تصریح فرمائی کہ عقد تملیک عین ہبہ ہے اور بعض بنظرِ عموم لفظ تعیین ہبہ کے لئے قرینہ کی حاجت اور درصورت انعدام قرینہ عقد تملیک کو ناجائز وغیر صحیح مانتے ہیں،

فی رد المحتار لوقال ملکتك هذا الثوب مثلا فان قامت قرینة علی الهبة صحت والا فلا لان التملیك اعم منها لصدقه علی البیع والوصیة والاجارة وغیرها انظر ماکتبناه فی اٰخر الهبة الحامدیة وفی الکازرونی انها هبة اھ[1]۔

ردالمحتار میں ہے اگر کہا میں نے تجھے اس کپڑے کا مالک بنایا، مثلاً اگر ہبہ پر قرینہ ہو تو صحیح ہے ورنہ نہیں، کیونکہ تملیک ہبہ سے عام ہے اس لئے کہ تملیک بیع، وصیت، اجارہ وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے، ہم نے حامدیہ میں ہبہ کے آخر میں جو لکھا ہے اسے دیکھو، اور گازرونی میں ہے کہ یہ ہبہ ہے اھ (ت)۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ بتصریح علماء جہاں تک ممکن دفع تخالف وتحصیل توفیق لازم اور وجہ تطبیق کی تقریر علی الخصوص جب بے تکلف ہو متعین ومتحتم، اصل وضع میں تملیک کا عموم کسے نہیں معلوم اور بے قیام قرینہ احدالافراد کی تعیین کسی کا قول نہیں اور جس طرح یہ باتیں متفق علیہ ہیں یونہی یہ بھی متیقن کہ خاص جہت لفظ سے قرینہ کا ناشی ہونا ضروری نہیں بلکہ قرینہ حالیہ بھی کافی ہے۔

وقد سمعت ماقال العلامة البیری والمحقق الشامی رحمهما الله تعالٰی۔

تو نے علامہ بیری اور محقق شامی رحمہما اللہ تعالٰی کا کلام سُن لیا۔ (ت)

اب جو ہم دیکھتے ہیں تو مقام اخبار میں بیشک لفظ تملیک بیع وہبہ ووصیت وغیرہا سب جگہ بولا جاتا ہے عام ازیں کہ وُہ اخبار اپنے نفس سے ہو یا غیر سے، مثلاً زید نے ایک مکان عمرو کے ہاتھ بیع کیا تو اب وُہ کہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں مکان عمرو کی ملک کر دیا بکر وخالد کہہ سکتے ہیں زید نے خود کو اپنے مکان کا مالک کیا عمرو کہہ سکتا ہے کہ مکان زید بتملیکِ زید میری ملک میں آیا اور سامع ان لفظوں سے ہرگز سوا نقل ملک کے کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ امر بعوض واقع ہوا یا بلاعوض، اور مکان ملک عمرو میں بیعاً آیا یا ہبۃً، عموم تملیک کا یہ صاف اثر واضح ہے مگر خاص انشائے عقد وایجاب وقبول کے وقت جب ان لفظوں پر اقتصار ہوگا یعنی میں نے تجھے فلاں شے کا مالک کیا عمرو کہے میں نے قبول کیا، تو بیشک متفاہم عرف میں اس سے ہبہ ہی

---

[1] ردالمحتار کتاب الہبۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/۵۰۹

متبادر ہوگا جب تک کوئی قرینہ اس کے خلاف پر قائم نہ ہو اور فارق یہ ہے کہ عقد واقع سے خبر دینے میں اس کے متعلقات کا استیفا و استقصا ضرور نہیں بخلاف القائِ عقد کے کہ اگر اُسے بیع منظور ہوتی ثمن کا ذکر لاتا وصیت چاہتا تو بعد موت کے تصریح کرتا اجارہ اعارہ مقصود ہوتا تو عقد کو خاص اس شیئ کی طرف اضافت نہ کرتا بلکہ منافع کا نام لیتا یا ایسی عبارت بولتا جس سے تملیک منافع مفہوم ہوتی آخر دیکھو اصل وضع کے اعتبار سے ان لفظوں میں بھی کہ یہ شئی میں نے اپنے بیٹے کے لئے کردی یا بنامِ او کردم بعینہٖ وہی احتمالات پیدا ہیں جو لفظ تملیک میں نکلتے ہیں مگر ائمہ نے تصریح فرمائی کہ یہ ہبہ ہے،

كما اسلفنا من الخانية وقد نقله عنها العلامة الغزی فی المنح وغيره فی غيرها مذعنين لها۔

جیسا کہ ہم نے پہلے خانیہ سے نقل کیا ہے اور خانیہ سے علامہ غزی نے منح میں اور دوسروں نے اپنی کتب میں اس پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کیا ہے (ت)

بلکہ امام فقیہ النفس نے جعلتہ لابنی[1] کے ہبہ ٹھہرانے کی وجہ ہی یہ ارشاد فرمائی کہ جعل بمعنی تملیک ہے تو جب تک باقتضائے مقام تمام احتمالات منقطع ہو کر ملکت بمعنی وھبت نہ رہے گا جعلت کا بمعنی ملکت ہونا کیا فائدہ بخشے گا کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ت) پس اُن بعض کا یہ فرمانا کہ ارادہ ہبہ کے لئے قرینہ درکار ہے نہایت بجا و درست، بیشک کوئی عام اپنے فرد میں بلا قرینہ معین نہیں ہوسکتا، مگر یہاں طرزِ گفتگو خود ہی ہبہ کا قرینہ ہے کما بیّنّا (جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ت) ہاں مثلاً ایسی صورت میں کہ زید و عمرو باہم کسی شے کے خرید و فروخت پر گفتگو کرتے ہوں اب زید کہے وہ شے میں نے تیری ہی ملک میں دی یا تجھے اس کا مالک کیا ہبہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کی باہمی حالت تملیک بلاعوض پر قرینہ نہیں ہوسکتی، نہ بیع درست ہو کہ وہ مبادلہ مال بمال ہے اور یہاں مال دوم کا نام نہیں ناچار عقد کو غیر صحیح مانیں گے۔ اور وہ بعض جو تملیک کو ہبہ فرماتے ہیں اس صورت میں فرماتے ہیں جب کوئی ایسی حالت واقع نہ ہو پس تمام کلمات ایک ہی طرف راجع اور سارا اختلاف بحمد اللہ مرتفع۔

قلت ومن ھھنا ظھر انه لایتعلق بما نحن فيه ما فی اٰخر العقود الدرية

میں کہتا ہوں یہاں سے ظاہر ہوا کہ جو عقود الدریہ کے آخر میں ہے وہ ہماری بحث سے خارج

---

[1] فتاوٰی قاضیخاں کتاب الہبہ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۶۹۰

مما نصه قال المؤلف كتبت على صورة دعوى ماصورته حيث بين اقراره انه بجهة التمليك فدعوى التمليك لاتسمع لماقاله الخير الرملی رحمه الله تعالٰی ناقلا عن جامع الفصولين فی خلل المحاضر و السجلات برمز التتمة عرض علیّ محضر كتب فيه ملكه تمليكا صحيحا ولم يبين انه ملكه بعوض او بلاعوض قال اجبت انه لا تصح الدعوی ثم رمز لشروط[عہ] الحاكم اكتفی به فی مثل هذا بقوله وهب له هبة صحيحة و قبضها ولكن ما افاد فی التتمة اجود واقرب الی الاحتياط[۱] اھ فان هذا نقل و اخبار لاعقد و ايجاب كما لايخفی هكذا ينبغی التحقيق والله ولی التوفيق۔

ہے جس کی عبارت یہ ہے، مؤلف نے فرمایا میں نے دعوٰی کی صورت ، یہ لکھا ، کہ صورت کیا ہے جہاں اس نے اپنا اقرار کیا ہے کہ یہ تملیک کے طور پر ہے، اگر یہی ہے تو تملیک کے دعوٰی کی مانند یہ قابلِ سماعت نہیں ہے اس کی وجہ وہ جو خیرالدین رملی رحمہ اللہ تعالٰی نے جامع الفصولین کی محاضرات اور سجلات میں خلل والی بحث سے تتمہ کے عنوان میں نقل کیا ہے کہ مجھ پر ایک محضر نامہ پیش کیا گیا جس میں لکھا تھا اس کو صحیح تملیک کے ساتھ مالک بنایا، اور یہ نہ بیان کیا عوض کے ساتھ یا بلاعوض مالک بنایا تو فرماتے ہیں میں نے جواب دیا کہ دعوٰی صحیح نہیں ہے ، پھر انھوں نے شروط الحاکم میں صرف اس صورت پر اکتفا فرمایا، جیسے کوئی لکھے اس کو صحیح ہبہ کرکے دے دیا ، لیکن انھوں نے تتمہ میں جو فائدہ دیا وہ بہتر اور احتیاط سے اقرب ہے اھ، کیونکہ یہ حکایت اور اخبار ہیں، عقد اور ایجاب نہیں ہیں ، جیسا کہ مخفی نہیں، تحقیق یُوں چاہیے۔ اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ (ت)

یہ ساری بحث تملیک زبانی میں ہے دستاویز تملیک نامہ تو قطعاً تمام اقوال پر ہبہ نامہ ہے جس میں کسی طرح نزاع کا احتمال نہیں کہ بالیقین اس کا لکھنے والا تملیک عین بلاعوض کا قصد کرتا ہے اور بالتعیین یہی اس سے سمجھا جاتا ہے بیع و وصیت وغیرہا احتمالات کی بُو بھی نہیں آتی یہاں تک کہ اگر کوئی شخص ایسی دستاویز لکھ کرکے میں نے تو اس سے عقد بیع کا قصد کیا ہے تو کوئی اس کی تصدیق

[عہ] اسم کتاب ۱۲ عبدالمنان

---

[۱] العقود الدریۃ کتاب الہبۃ ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/ ۱۰۰-۱۰۱

نہ کرے گا اور سب کے نزدیک وہ بات بدلنے والا ٹھہرے گا تو اس کے ہبہ ہونے میں کوئی شک نہیں تملیک زبانی میں مدار کار قرینہ پر ہے اگر کوئی قرینہ ایسا قائم ہو جو معنی ہبہ سے ابا کرے تو اُسے ہبہ نہ ٹھہرائیں گے اور دستاویز تملیک نامہ قطعاً ہبہ اور جو عقد عقدِ ہبہ ٹھہرے گا تمام احکام ہبہ متعلقاتِ شیوع وقبضہ ومرض وغیرہ سب بدستور اس میں جاری ہونگے فان العبرۃ للمعنی کما فی الھدایۃ وغیرھا (کیونکہ معنی کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ ت) یہ ہے جو کلمات علماءِ کرام سے منقح ہُوا اور وُہ جو زعم کیا جاتا ہے کہ تملیک کوئی عقد خاص جداگانہ ہبہ سے مبائن اور اس کے احکام، احکامِ ہبہ سے علیحدہ ہیں اصلاً قابلِ تسلیم نہیں کہ قواعد شرع مطہرہ اس کی مساعدت ہرگز نہیں کرتے۔

وما وقع ھٰھنا من العلامۃ ط رحمہ اللّٰہ تعالٰی حیث قال قال السید الحموی اعلم ان التملیک یکون فی معنی الھبۃ ویتم بالقبض واذا عری عن القبض والتسلیم اختلف العلماء فیہ فقیل یجوز وقیل لایجوز قیاسا علی الھبۃ واکثر المشائخ علی انہ یجوز بدون التسلیم وانہ غیر الھبۃ لان التملیک والھبۃ شیئان اسما وحکما اما الاسم فظاھر واما حکما فلانہ لو وھب الثمار علی رؤس الاشجار لاتجوز ولو اقر بالتملیک یجوز فثبت ان التملیک یصح بدون التسلیم وانہ غیر الھبۃ وعلیہ الفتوی وعمل الناس وموت المقر بمنزلۃ التسلیم بالاتفاق کذا

اس مقام پر علامہ طحطاوی رحمہ اللہ تعالٰی سے جو وقوع پذیر ہوا، جہاں انھوں نے فرمایا کہ سید حموی نے فرمایا: جاننا چاہئے کہ تملیک ہبہ کے معنٰی میں ہوتی ہے اور قبضہ سے تام ہوتی ہے اور جب یہ قبضہ اور تسلیم سے خالی ہو تو پھر علماء کا اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا جائز ہے اور بعض نے کہا ناجائز ہے ہبہ پر قیاس کی وجہ سے، اور اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ بغیر قبضہ دیے جائز ہے اور تملیک ہبہ سے جدا چیز ہے کیونکہ تملیک اور ہبہ دو علیحدہ چیزیں ہیں، حکم اور نام کے اعتبار سے، نام کے لحاظ سے ظاہر ہے، حکم کے اعتبار سے اس لئے کہ اگر کوئی درختوں پر پھل کو ہبہ کرے تو ناجائز ہے اور اگر تملیک کے طور پر کسی کے لئے اقرار کرے تو جائز ہے، تو ثابت ہوا کہ تملیک بغیر قبضہ دیے صحیح ہے اور ہبہ کا غیر ہے اور اسی پر فتوٰی ہے اور لوگوں کا عمل بھی، اور اقرار کرنے والے کی موت بمنزلہ قبضہ ہے اھ، مفتاح میں

فی الفتاح[1] انتھی **فاقول** نقل مجھول لامعقول ولامقبول اما الجھل فلان المفتاح لیس من الکتب المتداولۃ ولا الشھیرۃ و لاعلم من ھو مصنفہ وما درجتہ فی کتب المذھب واما انہ غیر معقول فلان التملیک حالا اما للعین او للمنافع وکل اما بعوض او مجانا ھذا انقسام حاصر عقلی لا امکان لخروج قسم عنہ و معلوم بداھۃ ان ھذا الشیئ الذی لیس تملیک المنافع و تملیک العین بعوض فاذن لیس الا تملیک العین حالا مجانا وما ھو الا الھبۃ وفسرت فی المتون وقال قاضی زادہ فی نتائج الافکار الھبۃ فی الشریعۃ تملیک المال بلاعوض کذا فی عامۃ الشروح بل المتون[2]، وما عھد من الشرع المطھر ما ھو عقد یکون تملیک العین فی الحال بلاعوض ولا یکون ھبۃ ولو کان لوجب ان یعقد لہ کتاب او باب او فصل او اقل شیئ فی کتب المذھب کما عقدت الکتب للبیع و الھبۃ والعاریۃ والاجارۃ

یوں ہے اھ **فاقول** (تو میں کہتا ہوں۔ ت) یہ نقل مجہول، غیر مقبول اور غیر معقول ہے، مجہول اس لئے کہ مفتاح مشہور اور متداول کتب میں نہیں ہے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کا مصنف کون ہے اور کتبِ مذہب میں اس کا کیا مقام ہے، غیر معقول اس لئے کہ مذکورہ تملیک عین چیز کی ہوگی یا منافع کی ہوگی پھر ہر صورت عوض کے بدلے یا بلاعوض ہوگی یہ تقسیم عقلی طور پر چار صورتوں کو حاصر ہے اور اس سے خارج کسی قسم کا احتمال نہیں ہے اور بداہۃً معلوم ہے کہ یہ چیز جو منافع اور عین چیز کی تملیک بالعوض نہیں تو لامحالہ پھر صرف تملیک العین مفت میں ہوگی تو اسی کا نام ہبہ ہے اور متون میں اس کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ قاضی زادہ نے نتائج الافکار میں فرمایا: شریعت میں ہبہ مال کی بلاعوض تملیک کو کہتے ہیں، یونہی عام شروح میں مذکور ہے بلکہ تمام متون میں ہے، شرع شریف سے کوئی ایسا عقد معلوم نہیں ہوا جس میں موقعہ پر بلاعوض عین چیز کا مالک بنانا ہو اور وہ ہبہ نہ ہوگا اگر کوئی اور چیز ہوتی تو کتبِ فقہ میں اس کے لئے کوئی کتاب، باب یا فصل یا اور کوئی اس سے کم عنوان ضرور قائم کیا جاتا جیسا کہ کتب میں بیع، ہبہ، عاریہ اور اجارہ وغیرہ کے لئے

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الہبہ فصل فی مسائل متفرقہ دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۴۰۹
[2] نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار تکملۃ فتح القدیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۷/ ۴۷۹

لکن نری کتب المذھب عن اٰخرھا
خالیة عن ادنی ایماء الی ذٰلك
فاذن ھو عقد غیر معھود من الشرع
بل ولا معروف فی عرف الناس
قاطبة فانك لواخبرت احدا ان
زیدا ملك دارہ من عمرو مجانا
فی الحال لم یفھم منه احد
الا الھبة ولا یخطر ببال صبی عاقل
ولا عالم فاضل شیئ غیرھا وقد علل فی
الھدایة وغیرھا عامة الکتب المعللة
اشتراط القبض فی الھبة بانه عقد تبرع
وفی اثبات الملك قبل القبض الزام
المتبرع شیئا لم یتبرع به وھو
التسلیم فلا یصح[1] اھ والتمسك
بمسئلة الاقرار اول دلیل علی
ان ھذا الکلام لم یصدر
عن فقه فانه انما
المرء مواخذ باقرارہ الا
تری ان لولم یملکه اصلا
واقر اخذ باقرارہ فھل یستدل
به علی ان التملیك
یصح من دون ایجاب
من المملك اصلا ثم لا شك

عنوان قائم ہیں لیکن ہم اول تا آخر تمام کُتبِ مذہب
کو دیکھ رہے ہیں کہ تمام کی تمام اس عنوان سے
خالی بلکہ اس کی طرف کسی ادنٰی اشارہ تک سے
خالی ہیں تو معلوم ہوا کہ نری تملیک شرع میں کوئی عقد
نہیں ہے بلکہ لوگوں کے عرف تک میں کہیں موجود
نہیں، کیونکہ اگر تو خبر دے کہ زید نے مفت میں
عمرو کو مکان کا مالک بنا دے تو اس سے ہر کوئی
یہی سمجھے گا کہ یہ ہبہ ہے اور کسی بچے اور عالم فاضل
تک کے دل میں ہبہ کے علاوہ کوئی چیز نہ کھٹکے گی،
اور ہدایہ اور تمام ان کتب میں جو علل کو بیان کرتی
ہیں انھوں نے ہبہ میں قبضہ کی شرط کی وجہ یہ بیان
فرمائی ہے کہ چونکہ یہ تبرع کا عقد ہے اور قبضہ سے
قبل ملک کے ثبوت میں تبرع کرنے والے پر ایسی
چیز کا الزام ہوگا جس کا اس نے تبرع نہیں کیا اور
وہ تبرع سونپ دینے کا نام ہے (جو ابھی واقع
نہیں ہوا) لہذا قبضہ سے قبل ملک صحیح نہ ہوگی اھ،
اور اقرار کے مسئلہ سے اس کا استدلال کرنا یہی
اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ اس کا یہ کلام سمجھ
کے بغیر صادر ہوا ہے کیونکہ یہ تو صرف کسی کا اپنے
اقرار میں ماخوذ ہونے کی بات ہے آپ غور کریں
کہ اگر کوئی شخص قطعًا کسی کو مالک نہ بنائے اس
کے باوجود وہ اقرار کرے تو اپنے اقرار میں ماخوذ ہوگا تو کیا اس اقرار سے
یہ استدلال کیا جائے گا کہ مالک بنانے والے کی

---

[1] الھدایة کتاب الھبة مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/۲۸۱

ان لو اقر بالبیع جاز فهل
یستدل به علی ان
البیع یتم من جانب البائع وحده
لانه لیس ھھنا شیئ من
جانب المشتری بل السر الذی
غفل عنه ھذا المستدل ان
الاقرار اخبار من وجه کما انه
انشاء من وجه فلشبه الاخبار
یواخذ باشال الاقرار لا لانه انشاء
عقد لایحتاج الی القبض الا
تری انه لو اقر لغیره بنصف داره
مشاعا صح کما فی الدر[1]
وغیره وما ذلك الا لشبه
الاخبار ولو کان انشاء
لم یصح کما نصوا مع وجوب
الصحة علی وھم ھذا
الواھم وتقدم فی
الاقرار متنا وشرحا جمیع
مالی او ما املکه له
ھبة لا اقرار فلا بد
من التسلیم بخلاف الاقرار[2] اھ
فقد افادت لام التملیك

طرف سے ایجاب کے بغیر ہی تملیک صحیح ہوجاتی ہے
(ہرگز نہیں) پھر اس میں بھی شک نہیں کہ اگر
کوئی بیع کا اقرار کرے تو یہ اقرار صحیح ہے تو کیا
اس سے بھی یہ استدلال کیا جاسکے گا کہ بیع کا انعقاد
صرف اکیلے بائع کی طرف تام ہوگا کیونکہ اس میں
مشتری کے کسی عمل کا ذکر نہیں (جبکہ ایسا نہیں ہے)
بلکہ وہ نکتہ جس سے یہ استدلال والا غافل ہے
وہ یہ ہے کہ اقرار من وجہ خبر ہے جیسا کہ وہ من وجہ
انشاء ہے، تو خبر والے پہلو کے اعتبار سے اقرار
کی وجہ سے وہ ماخوذ ہوتا ہے اس وجہ سے نہیں
کہ یہ عقد کا انشاء ہے جس میں قبضہ کی ضرورت
نہیں ہے تو آپ دیکھیں کہ اگر وہ غیر کیلئے اپنے
نصف مکان کا مشاع کے طور پر اقرار کرے
تو صحیح ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے تو یہ صرف
اس لئے کہ اس میں خبر کا شبہ ہے حالانکہ
اگر اس کو انشاء کہا جائے تو صحیح نہ ہوگا، جیسا کہ
فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے حالانکہ مذکور
اقرار کی صحت اس شخص کے ہاں مسلمہ ہے اور پہلے
گزرا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اقرار کرے کہ میرا تمام
مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ فلاں کی ہے
تمام متون اور شروح میں اس اقرار کو ہبہ
قرار دیا ہے اس کو اقرار نہیں کہا، تو اس میں قبضہ

---

[1] درمختار کتاب الاقرار مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۳۰

[2] " " " ۲/ ۱۳۱

يفيد الهبة ويشترط التسليم
وان عدم اشتراطه في الاقرار
جاء من جهة انه اخبار
من وجه لان ههنا عقدا
لايحتاج الى التسليم والنكتة
فيه ان التمليك يعم البيع
والهبة فاذا اقر بانه ملك الثمار
وهي على الاشجار صرف الامر
الى البيع مواخذة له
باقراره وتصحيحا للكلام
مهما امكن بخلاف ما اقر بهبتها
فانه قد صرح بما لايتم
مشغولا فلم يفد وكذلك
في كل شئ اذا اقر بانى
قد ملكته من فلان قبل
ولم يبحث عن القبض و
الشغل وغيرها لان الاقرار
بالتمليك اقرار بخروجه عن
ملكه الى ملك المقرله و
لايتم ذلك في التبرعات
الا بالقبض للمقرله فالاقرار
به اقرار بالهبة وبالاقباض
معا بخلاف ما لو
اقر انى وهبته فان
صدور الهبة من الواهب

دینا ضروری ہے بخلاف اقرار کے اھ تو اس مسئلہ
نے فائدہ ظاہر کیا کہ اقرار میں لام تملیک کے لئے ہے
جو ہبہ کا فائدہ دیتا ہے اور تسلیم کو شرط بناتا ہے
اور اقرار بنانے کی صورت میں تسلیم کا واجب نہ ہونا
اس وجہ سے ہوا کہ من وجہ خبر ہے اس لئے نہیں
کہ اقرار ایک عقد ہے جس میں تسلیم و قبضہ دینا
ضروری نہیں ہے، اس میں نکتہ یہ ہے تملیک
کا عنوان بیع اور ہبہ دونوں کو شامل ہے، تو
جب اس نے یہ اقرار کیا کہ "درختوں پر پھل کا
مالک بنایا" تو اس کو بیع کی طرف پھیرا جائے گا
تاکہ اس کو اپنے اقرار میں ماخوذ کیا جائے اور کلام
کو حتی الامکان صحیح بنایا جائے بخلاف اس صورت

کے کہ وہ ہبہ کا اقرار کرے تو اس کا کلام درست
نہ ہوگا کیونکہ وُہ پھل اس کے درختوں کے ساتھ
مشغول ہے اور اسی طرح ہر وُہ چیز جس کے
متعلق وہ یہ اقرار کرے کہ میں نے اس کا فلاں کو
مالک بنایا اور قبضہ اور مشغول ہونے نہ ہونے کا
ذکر نہ ہو تو یہ اقرار قبول کرلیا جائے گا کیونکہ تملیک
کا اقرار اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے یہ
چیز اپنی ملکیت سے نکال کر مقرلہ کی ملکیت میں
دے دی اور تبرعات میں یہ معاملہ اس وقت تک
تام اور درست نہیں ہوتا جب تک قبضہ مقرلہ
کے لئے نہ مانا جائے تو لازماً یہ اقرار ہبہ مع قبضہ
ماننا ہوگا بخلاف جبکہ وُہ ہبہ کا اقرار کرے اور
یوں کہے میں نے یہ چیز اس کو ہبہ کی ہے (اور

لا یستلزم الاقباض فلا یکون
اقرارا بحصول الملك للموهوب
له هذا هو الفرق بین
الاقرارین لما زعم ان
التملیك لا یحتاج الی القبض
ولولا ذکره من الدلیل
لایقنّا ان هذا النقل والفتوٰی
مکذوب علی المشائخ ولکن
باستدلاله تبین ان الخطأ
فی الفهم وقد قدمنا نصوصا
قاضیة بان التملیك ههنا
هو الهبة وقد اعترف به هذا
الناقل فی صدر کلامه ان
التملیك یکون فی معنی الهبة
ویتم بالقبض فاذا کان تمامه
بالقبض فکیف یجوز بدون
التسلیم ثم العجب اشد العجب ان
الاختلاف کان فی انه لو قال
ملکتك هذا الشیئ هل یکون
هبة ام لا یصح اصلا لان التملیك
اعم کما قدمنا من رد المحتار والاٰن
جاءتنا الفتوٰی بانه صحیح
مطلقا حتی بلا قبض هل هذا
الا عجب عجاب وقد اسمعناك نص
التتمة وجامع الفصولین والخیر الرملی و

تملیک کا لفظ نہ کہا تو یہ اقرار قبضہ کو مستلزم
نہیں کیونکہ واہب کی طرف سے ہبہ کے صدور
کو یہ لازم نہیں، تو ہبہ کے اقرار سے موہوب لہ
کے لئے ملکیت ثابت نہ ہوگی، تملیک اور ہبہ کے
اقراروں میں یہ فرق ہے نہ یہ کہ تملیک میں قبضہ
کی ضرورت نہیں جیسے اس نے گمان کرلیا، اگر یہ
اس دلیل کو ذکر نہ کرتا تو ہم یقین کرلیتے کہ نقل اور فتوٰی
مشائخ کی طرف غلط منسوب ہے لیکن مسئلہ اقرار
سے اس کے استدلال نے واضح کردیا کہ خطا اس
کے فہم کی ہے جبکہ نقل اور فتوٰی صحیح ہے، حالانکہ
ہم پہلے نصوص کے ذریعہ واضح کرچکے ہیں کہ یہاں
تملیک سے مراد ہبہ ہے جبکہ یہ ناقل بھی اپنے
کلام کی ابتداء میں اعتراف کرچکا ہے کہ تملیک
ہبہ کے معنی میں ہوتی ہے اور وہ قبضہ سے تام
ہوتی ہے تو جب یہ قبضہ سے تام ہوتی ہے تو
پھر تسلیم کے بغیر کیسے جائز ہوگی، پھر انتہائی
تعجب کی بات یہ ہے کہ اختلاف یہ بیان کیا
کہ اگر کوئی یوں کہے "میں نے تجھے اس چیز کا
مالک بنایا" تو یہ ہبہ ہوگا یا سرے سے کلام صحیح
نہ ہوگا اور ہبہ نہ ہوگا کیونکہ تملیک ہبہ سے عام
ہے جیسا کہ ہم ردالمحتار سے بھی ثابت کرچکے ہیں تو
اب انھوں نے فتوٰی ظاہر کردیا کہ یہ مطلقاً صحیح
ہے خواہ قبضہ بھی نہ ہو، تو یہ عجائب سے عجیب تر
ہے، ہم نے آپ کو تتمہ کی نص اور جامع الفصولین،
خیرالدین رملی اور عقود الدریہ سے بتایا کہ وہ

العقود الدرية ان المحضر المکتوب فیہ ملکہ تملیکا صحیحا فاسد غیر مقبول لان وجہ التملیك فیہ مجھول ومن قبلہ قبلہ حملا لہ علی الھبۃ و الاٰن صار مقبولا لانہ عقد جدید، مخترع لم یعھد فی شرع ولا عرف ومن ھٰھنا عرف ان قولہ موت المقر بمنزلۃ التسلیم بالاتفاق خرق الاجماع الناطق بان موت احد المتعاقدین قبل التسلیم مبطل فالحق ان ھذا النقل المجھول غیر المعقول مما لا یحل الاعتماد علیہ بل لا یسوغ الالتفات الیہ وباللہ العصمۃ والتوفیق۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

محضر نامہ جس میں لکھا تھا" اس کا صحیح تملیک کے ساتھ اس کو مالک بنایا" کہ یہ تحریر فاسد ہے اور غیر مقبول ہے کیونکہ اس میں تملیک کی وجہ مجہول ہے اور جس نے اس تحریر کو مقبول مانا تو اس نے اس کو ہبہ پر محمول کرکے مانا ہے اور اب انھوں نے اس کو مقبول مانا تو اس لئے کہ یہ جدید اور من گھڑت عقد ہے جس کا شرع اور عرف میں کوئی ثبوت نہیں ہے، اور اس سے واضح ہوگیا کہ طحطاوی کا کہنا کہ مقر کی موت بمنزلہ تسلیم ہے بالاتفاق، یہ بالکل اجماع کے منافی بات ہے کیونکہ تسلیم سے قبل بالاجماع فریقین میں سے ایک کی موت ہبہ کو باطل کردیتی ہے، تو ثابت ہوا کہ یہ نقل مجہول غیر معقول ہے جس پر اعتماد جائز نہیں بلکہ یہ التفات کے قابل بھی نہیں، تو توفیق اور حفاظت اللہ تعالٰے سے ہی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)